حِیَل (حیلے)

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان : ڈاکٹر احمد حسن

حیلہ کی تعریف:

امام شاطبی نے حیلہ کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے:

ان حقیقتها المشهورة تقديم عمل ظاهر الجواز لابطال حكم شرعي وتحويله في الظاهر الى حكم آخر' فمآل العمل فيها خرم قواعد الشريعة في الواقع' كالواهب ماله عند راس الحول فرارا من الزكاة' فان اصل الهبة على الجواز' ولو منع الزكاة من غير هبة لكان ممنوعا' فان كل واحد منهما ظاهر امره في المصلحة او المفسدة' فاذا جمع بينهما على هذا القصد صار مآل الهبة المنع من الزكاة' وهو مفسدة' ولكن هذا بشرط القصد الى ابطال الاحكام الشرعية (کسی شرعی حکم کو باطل کرنے کے لیے کسی ایسے عمل کو جو ظاہری طور پر جائز ہو مقدم کرنا اور ظاہر میں اس کو کسی دوسرے حکم کی طرف پھیر دینے کو حیلہ کہتے ہیں' جیسا کہ لوگوں کے ہاں اس کی یہی تعریف مشہور ہے۔ اس عمل کو مقدم کرنے کا نتیجہ فی الحقیقت شرعی قواعد کو توڑنا ہے۔ جیسے کوئی شخص زکاۃ سے بچنے کے لیے سال کے آخر میں اپنا مال کسی دوسرے شخص کو ہبہ کر دے۔ شریعت میں اصولی طور پر ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر مال کو بغیر ہبہ کیے ہوئے زکاۃ ادا نہ کرتا تو یہ اس کے لیے ناجائز وممنوع تھا۔ اب ان دونوں کاموں میں سے ظاہری طور پر ایک میں (یعنی ہبہ میں) مصلحت ہے اور دوسرے میں یعنی (زکاۃ نہ دینے میں) مفسدہ (خرابی) ہے۔ جب اس نے اس مقصد کے لیے ان دونوں کو جمع کیا تو اس ہبہ کا نتیجہ زکاۃ کو روکنا ہوا اور یہ مفسدہ ہے لیکن یہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس کا مقصد شرعی احکام کو باطل کرنا ہو)۔

اس تعریف کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحیل یا حیلہ ایسا سبب یا وسیلہ اختیار کرنا ہے جو ظاہر میں صحیح

ہواوراس کا مقصد شرعی احکام کوالٹنا نہ ہو۔اس کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کچھ چیزوں کوفرض کیا ہے اور کچھ کوحرام کیا ہے۔یہ فرضیت یاحرمت یاتو مطلق ہے،یعنی بغیر کسی قید یا سبب کے ہے، جیسے فرضیت نماز،روزہ،حج اورحرمت زنا،سو،قتل اوردوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھانا۔یا یہ فرضیت وحرمت کسی سبب کے نتیجے میں مرتب ہوتے ہیں یاکسی شرط پرموقوف ہیں،جیسے زکاۃ اورکفارات اورشریک کے لیے شفعہ کاواجب کرنایا تین طلاق کے بعد بیوی کا حرام ہونا،غصب شدہ مال سے نفع حاصل کرنااور مال مسروقہ سے فائدہ اٹھانے کی حرمت۔جب کوئی شخص کسی ایسے کام کا ارتکاب کرے جوشریعت میں ظاہری طورپر جائز ہواوراس سے اس کا مقصداپنے ذمے سے اس فعل کی فرضیت کوساقط کرے جوشریعت میں ظاہری طورپر جائز ہواوراس سے اس کا مقصداپنے ذمے سے کہ وہ فرض ظاہر میں اس پرفرض نہ رہے یاوہ حرام فعل اس پرظاہر میں حلال ہوجائے توایسے وسیلے یاذریعے کوحیلہ یا تحیل کہتے ہیں۔

شارع نے سودکوحرام کیا ہے۔اگرحیلہ کرنے والاشخص اس حرام فعل کوحلال بنائے تووہ ایسے فعل کواس کاذریعہ بنائے گا جوظاہر میں حلال ہو۔مثلاًوہ کوئی چیزدس روپے میں نقد بیچتا ہے اوربیس روپے میں ادھارتویہ حرام ہے۔اوراس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ عقد بیع کرتا ہے اوراس چیزکی قیمت دس روپے بتاتا ہے پھراس کوبیس روپے میں ادھار بیچ دیتا ہے۔اس عمل کوحیلہ یاتحیل کہتے ہیں کیونکہ ایسے عمل کوجوظاہر میں جائز تھا،یعنی عقد بیع،ایک شرعی حکم کو باطل کرنے کا ذریعہ بنایا،وہ یہ ہے کہ حرام فعل کواس نے حلال صورت میں ظاہر کیا۔

شارع نے صاحب حیثیت شخص پرحج فرض کیا ہے۔اگرکوئی شخص حج سے بچنے کے لیے مال خرچ کردے یاکسی کوہبہ کردے تو یہ بھی ایک حیلہ ہوگا یہ بھی ایک حکم شرعی کوباطل کرنا ہے۔زکاۃ سے بچنے کے لیے کوئی شخص سال کے آخر میں مال کسی کودے دے یامتفرق مال کوجمع کردے یااسی مقصد سے اکٹھے مال کوالگ الگ کردے جونصاب زکاۃ سے کم ہوجائے تواس کوبھی حیلہ تصورکیاجائے گا۔

شاطبی کی اس تعریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حیلہ کی تعریف میں وہ ناجائزاورحرام افعال داخل نہیں ہیں جن کوشرعی احکام باطل کرنے کاذریعہ بنایاجائے۔اگرچہ ان کی ممانعت حیلے سے بھی بڑھ کرہے۔کیونکہ اس صورت میں حرمت اورگناہ دونوں فعل اکٹھے ہوجاتے ہیں۔یعنی جوذریعہ اختیارکیا ہے وہ حرام ہے اورجومقصد ہے وہ گناہ ہے۔مثلاً کوئی شخص نماز سے بچنے کے لیے نماز کے

☆☆اقالہ: خرید وفروخت کے معاملہ کوختم کرنا اقالہ کہلاتا ہے ☆

وقت شراب پی لے تاکہ ہوش وحواس کے فقدان کے سبب اس پر نماز فرض نہ ہو تو یہاں وسیلہ اور قصد دونوں کے لحاظ سے دو گناہ اکٹھے ہو گئے: ''شراب پینا اور نماز کو ساقط کرنا''۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرنا چاہے اور اس کا طریقہ یہ اختیار کرے کہ قاضی کے سامنے دو جھوٹے گواہ پیش کرے کہ اس نے اس عورت کے ساتھ اس کی مرضی سے نکاح کر لیا ہے اور قاضی بھی اس کے حق میں فیصلہ دے دے تو اس صورت میں دو حرام فعل اکٹھے ہو جائیں گے۔ اول جھوٹی گواہی دوسرا اس کا مقصد زنا۔

شریعت میں ان حیلوں کی ممانعت ہے جن کا مقصد کسی فرض کو ساقط کرنا یا کسی کے حق کو باطل کرنا ہو اور شریعت میں وہ ذریعہ اور وسیلہ جائز ہو۔ اب یہاں دو صورتیں اور ہیں۔ اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم کو دفع کرنے کے لیے کوئی ایسا حیلہ اختیار کرنا جو شریعت میں جائز ہو۔ یا کوئی ایسا حیلہ اختیار کرنا جو شریعت میں جائز نہ ہو۔ پہلی صورت حیل کی قسم میں داخل نہیں ہے۔ دوسری صورت میں ناجائز ذریعہ اختیار کرنے کے سبب وہ گناہ گار ہوگا۔ ہم دونوں کی مثالیں علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم کو دفع کرنے کے لیے کوئی جائز حیلہ اختیار کرنا:

اگر کسی شخص کا کسی ایسے غریب آدمی پر قرض ہو جو زکاۃ کا مستحق ہو اور قرض خواہ اس قرض کو اس فقیر سے ساقط کرنا چاہتا ہو تو وہ اس کی زکاۃ میں سے قرض کی رقم کاٹ سکتا ہے۔ حالانکہ فقہی قواعد اس سے مانع ہیں کیونکہ زکاۃ نکالتے وقت زکاۃ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں نہ زکاۃ نکالنا ہے اور نہ نیت ہے۔ صرف یہ قصد کرنا کہ قرض کی مقدار کے برابر زکاۃ کی رقم اس فقیر کو دی پھر مقروض سے وہ رقم لے لی۔ اس حیلے سے یہ قرض وصول ہو سکتا ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو کچھ مال مضاربت پر دیتا ہے لیکن اس مضاربت سے اس کو خیانت اور مال کے تلف کرنے اور دھوکے کا ڈر ہے۔ اس مضاربت کی صورت میں اس مضارب کی بات ماننی ہوگی کیونکہ وہ امین ہے اور امین ضامن نہیں ہوتا۔ اب یا تو وہ مضاربت نہ کرے کہ اس میں اس کا نقصان ہے' اگر مضاربت کرتا ہے تو مال کا ضیاع ہے۔ اس لیے وہ اپنے مال کی حفاظت کے لیے یہ حیلہ نکالتا ہے کہ وہ مال اس کو قرض دے دیتا ہے اور اس میں سے ایک درہم میں وہ شریک ہو جاتا ہے اس شرط پر کہ دونوں کام کریں گے اور نفع میں حصہ دار ہوں گے۔ اس صورت میں کام کرنے

والاشخص مال کوتلف کرنے کی صورت میں ضامن ہوگا' کیونکہ اس نے اس کوقرض دیا تھا' خواہ دونوں کام کریں یاان میں سے ایک۔

ان دونوں صورتوں میں اپنا حق وصول کرنا ہے یا حق کومحفوظ کرنا ہے۔ان میں کسی کے حق کوساقط کرنے یا کسی واجب کو باطل کرنا مقصود نہیں ہے۔اس لیے کہ جوذریعہ اختیار کیا ہے وہ شرعاجائز ہے۔اس لیے اس حیلے کی اجازت ہے۔اگرچہ شاطبی کی حیلہ کی تعریف میں یہ صورتیں نہیں آتیں لیکن ابن قیم نے اس قسم کی صورتوں کو بھی حیلے میں داخل کیا ہے۔

اب ہم وہ مثالیں دیتے ہیں جن میں دفع ظلم یا حق وصول کرنے کے لیے غیر شرعی حیلہ اختیار کیا گیا ہو۔شاطبی کے نزدیک یہ فعل بھی حیلہ میں داخل نہیں ہے۔

ایک شخص کا دوسرے شخص پر قرض ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔مقروض قرض سے منکر ہے۔اس مقروض نے اپنی چیز اس قرض دینے والے کے پاس امانت بھی رکھوائی تھی۔اس کی قیمت اس قرض کی رقم کے برابر ہے۔اگر مقروض اپنی امانت واپس مانگے اور قرض دینے والا اپنا قرض وصول کرنے کے لیے اس امانت کو نہ دے تو یہ ایک حیلہ ہے' حالانکہ امانت کا لوٹانا ضروری ہے۔یہاں صاحب حق نے جو حیلہ اختیار کیا ہے اس کی شرعا اجازت نہیں ہے کیونکہ جھوٹ بولنا اور کسی کے حق کا انکار کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔

ایک عورت کا اپنے خاوند پر قرض ہے۔لیکن اس قرض کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔خاوند جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ اپنے قرض کا مطالبہ کرتی ہے لیکن وہ اس قرض کا انکار کر دیتا ہے اور اس کو ادا نہیں کرتا۔اپنا حق وصول کرنے کے لیے وہ عورت یہ حیلہ کرتی ہے کہ جھوٹ بول کر عدت کی مدت طویل کر دیتی ہے اور خاوند سے کہتی ہے کہ اس کی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی تا کہ خاوند کے گھر رہ کر وہ اپنے قرض کی مقدار کے برابر رقم وصول کر لے۔اس مثال میں بھی مقصد تو جائز ہے لیکن جو ذریعہ اختیار کیا گیا یعنی جھوٹ وہ ناجائز ہے۔امام ابن القیم نے اس کو بھی حیلے میں داخل کیا ہے۔ان کے نزدیک وسیلے وذریعے کی حد تک وہ گناہ گار ہوگا' مقصود میں نہیں۔وہ اس کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں:''جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کو امانت واپس کردو' جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت مت کرو۔۲۔حیلہ کے بارے میں احناف کے ہاں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

[illegible] یا حجری [illegible] اگر میں نے تجھ پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی۔☆

شرعی احکام کو باطل کرنے کے لیے حیلوں کے استعمال کی ممانعت:

تمام فقہا کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ شرعی احکام کے ابطال کے لیے حیلوں کا استعمال ناجائز ہے۔احناف کے یہاں ہمیں حیلوں کے جواز کا استعمال ملتا ہے۔امام محمد بن حسنؒ کی طرف اس موضوع پر ایک کتاب بھی منسوب ہے۔اسی طرح خصاف کی بھی حیل پر ایک کتاب ہے۔ان حیلوں سے فقہا احناف کی مراد وہ حیلے نہیں ہیں جن سے شرعی احکام باطل اور وہ مصالح فوت ہوجاتے ہیں جن کے لیے احکام دیے گئے ہیں۔اس کے برعکس ان حیلوں سے مقصود وہ راستے اور وہ وسیلے تلاش کرنا ہے جن سے یہ مصالح پورے ہوں نہ کہ شرعی احکام کی خلاف ورزی ہو۔

حیلہ کی ممانعت سے شارع کا مقصود اور اس کے دلائل:

شاطبیؒ نے حیلہ کے باطل ہونے کی بنیاد اصول کلیہ اور قواعد قطعیہ پر رکھی ہے۔اس کے بعد تفصیل سے اس بات کو واضح کیا ہے کہ شرعی احکام ایسے فعل سے جو شرعا ناجائز ہو باطل کرنا خود شرعا باطل ہے۔اس کے متعلق مندرجہ ذیل نکات پر ہم گفتگو کریں گے۔

اول: حیلہ کرنے والے کا مقصد شارع کے مقصد کی مخالفت ہے۔

دوم: جائز فعل کے ذریعے حیلہ کرنا ایسے مفسدہ میں داخل ہے جس میں مال اور نتیجے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

سوم: ایسا حیلہ ناجائز ہے جس کا مقصد اس حکم کو ساقط کرنا ہو جو کسی سبب پر قائم ہے اور اس کا ساقط کرنا کسی شرط کے لگانے یا اس کے چھوڑنے سے ہو۔

چہارم: جس عقد کو حیلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس میں ارادہ معدوم ہوتا ہے۔

پنجم: حیلہ میں شرط عقد کے مقتضی کے منافی ہوتی ہے۔

ششم: شرعی نصوص کے استقرا سے حیلہ کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

اب ہم ان نکات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

اول: حیلہ کرنے والے کا مقصد شارع کے مقصد کی مخالفت ہوتا ہے۔

شاطبیؒ نے حیلے کے باطل ہونے کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ حیلہ کرنے والے کا مقصد شارع کے مقصد کے منافی ہوتا ہے اس لیے اس کا عمل باطل ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ کسی عمل میں مکلف کا مقصد شارع کے مقصد کے موافق ہونا چاہیے۔جو شخص احکام شریعت میں وہ چیز تلاش کرے جس

☆ توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کردینا ☆

کے لیے وہ احکام نہیں دیے گئے تو وہ شریعت کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شخص شریعت کا مخالف ہو تو اس کی مخالفت میں اس کا عمل بھی باطل ہوگا۔ امام شاطبیؒ نے اپنے اس نظریے کی تائید میں دلائل پیش کیے ہیں کہ شارع کے مقصد کی مخالفت عمل کو باطل کر دیتی ہے۔ ۳۔

حیلہ کرنے والے کا مقصد شریعت کی مخالفت ہوتی ہے' یہ اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ ایک عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہیں اس کا شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے' اس مقصد کے لیے وہ اس کی شادی دوسرے شخص سے کر دیتا ہے' تاکہ اس سے طلاق حاصل کر کے وہ دوبارہ اسی سے نکاح کر سکے۔ اب غور کیجیے کہ اس دوسرے شخص سے نکاح کا کیا مطلب ہے۔ شریعت نے جو نکاح کا مقصد متعین کیا ہے یہ اس کے منافی ہے۔ شریعت میں شادی کا مقصد افزائش نسل ہے۔ ایک نئے خاندان کو وجود بخشنا ہے' مل جل کر رہنا ہے' آپس میں میل ملاپ اور محبت بڑھانا اور اسی قسم کے دوسرے مصالح ہیں جو اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب شادی کا مقصد دائمی ازدواجی رشتہ ہو' وقتی و عارضی شادی نہ ہو۔ شادی سے شارع کا مقصود کسی دوسرے شخص کے لیے عورت کو حلال کرنا نہیں ہے' بلکہ یہ تو شادی کی حکمت اور اس کے مصالح کے منافی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر شادی کے وقت صراحت سے اس شرط کا ذکر کیا جائے کہ یہ شادی اس عورت کو اپنے خاوند کے لیے حلال کرنے کی غرض سے کی جارہی ہے تو ایسا نکاح باطل ہے کیونکہ یہ شرط عقد کے مقتضا کے منافی ہے۔

اسی طرح عقد بیع سے شارع کا مقصد یہ ہے کہ فروخت کرنے والے کی ضرورت قیمت لے کر پوری ہو اور خریدنے والے کی حاجت سودے سے پوری ہو۔ حیلہ کرنے والا ایک سو درہم ایک متعین مدت کے لیے قرض دیتا ہے تا کہ اس سے دو سو حاصل کرے اور اس سودے کو اس کا واسطہ بناتا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کا بھی وہ مقصد نہیں ہے جو شارع نے عقد بیع کے لیے متعین کیا ہے۔ یہ حیلہ کرنے والا شارع کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص زکاۃ سے بچنے کے لیے اپنا مال ہبہ کرتا ہے اس کے پیش نظر بھی وہ مقصد نہیں ہوتا جو شارع نے ہبہ کے لیے متعین کیا ہے۔ یعنی صلہ رحمی کرنا اور دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا۔ اس کا مقصد تو محض زکاۃ سے بچنا ہے تا کہ سال گزرنے کے بعد وہ اپنا ہبہ کیا ہوا مال واپس لے لے۔

☆ حجر بچپن یا غلامی یا جنون کی وجہ سے قولی تصرف سے منع کرنا ☆

دوم: حیلہ کرنے والے کے فعل کا نتیجہ مفسدہ ہوتا ہے:

شاطبیؒ نے اس بات پر قطعی دلائل قائم کیے ہیں کہ افعال کے انجام اور نتیجے کا لحاظ کرنا ہی شریعت میں مقصود و معتبر ہے۔اس کی توضیح یہ ہے کہ مجتہد کسی فعل کی اجازت دیتا ہے یا اس کی ممانعت کرتا ہے، تو وہ یہ حکم اس فعل کے نتیجے اور انجام کے اعتبار سے لگاتا ہے۔مجتہد نے اگر کسی فعل کی اجازت دی ہے تو اس سے اس کا مقصد کسی مصلحت کا حصول ہے۔مجتہد نے اگر منع کیا ہے تو اس سے کسی مفسدہ کو دور کرنا مقصود ہے، کیونکہ اگر یہ حکم نہ لگایا جائے تو اس سے کسی ایک بڑی مصلحت کے فوت ہونے یا اس سے بڑی ایک خرابی لاحق ہونے کا امکان ہے۔اسی طرح بعض اوقات کسی ناجائز فعل کو جس سے کوئی خرابی پیدا ہوتی ہو یا مصلحت فوت ہوتی ہو اس لیے جائز کر دیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے اس کے مساوی یا اس سے بڑی خرابی کو دور کرنا یا مصلحت کا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اس قاعدے کا اطلاق حیلے پر ہوتا ہے۔حیلہ کرنے والا ایسے فعل کو اختیار کرتا ہے جو ظاہر میں کسی مصلحت کے حصول کے لیے جائز ہوتا ہے لیکن حیلہ کرنے والے کا اس سے مقصود وہ مصلحت حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو ایک مفسدہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو حرام ہے۔جیسے زکاۃ سے بچنے کے لیے جو شخص آخر سال میں اپنا مال ہبہ کر دیتا ہے۔ہبہ کرنا شریعت میں اصولی طور پر جائز ہے اگر وہ ہبہ کے بغیر زکاۃ ادا نہ کرتا تو یہ ناجائز ہوتا کیونکہ ان دونوں کی کوئی ظاہری مصلحت ہے یا خرابی ہے۔جب اس مقصد کے لیے وہ ان دونوں کو اکٹھا کرتا ہے تو ہبہ کا مال یا نتیجہ زکاۃ کو روکنا ہی نکلتا ہے اور یہ ایک خرابی (مفسدہ) ہے۔

سوم: ایسے حیلے کا ناجائز ہونا جس کا مقصد اس حکم کو ساقط کرنا ہو جو کسی سبب پر قائم ہو اور اس کا ساقط کرنا کسی شرط کے لگانے یا اس کو چھوڑنے سے ہو۔

اگر سبب کا عمل کسی شرط کے پورا کرنے یا اس کے چھوڑنے پر موقوف ہو اور مکلف وہ کام کرے جس سے یہ شرط پوری ہوتی ہو یا اس فعل سے وہ شرط فوت ہو جاتی ہو اور اس فعل سے اس کا مقصد شرعی مصلحت کا حصول ہو تو اس شرط کے پورا کرنے سے اس کا اثر یعنی حکم مرتب ہوگا۔اگر مکلف اس شرط کو بحیثیت شرط کے پورا کرے یا چھوڑ دے اور اس سے اس کا مقصد شرعی مصلحت کا حصول نہ ہو، بلکہ اس سبب سے جو حکم مرتب ہوتا ہے اس کو ساقط کرنا ہو تو یہ عمل درست نہیں ہے اور اس کی یہ کوشش باطل ہے۔

☆خیار شرط: کسی چیز کو خریدتے وقت لینے یا نہ لینے کا اختیار رکھنا☆

جب نصاب پورا ہوجائے تو یہ زکاۃ کے واجب ہونے کا سبب ہے لیکن یہ واجب ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ پورا سال وہ نصاب باقی رہے اور اس پر سال گزر جائے۔ اگر مکلف اپنی کسی ضرورت سے سال گزارنے سے پہلے اس نصاب کو خرچ کر دیتا ہے یا اپنی کسی ضرورت کے لیے اس کو باقی رکھتا ہے تو وہ احکام جو کسی سبب سے مرتب ہوتے ہیں تو وہ اس شرط کے پورا ہونے یا نہ ہونے پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر وہ اس حیثیت سے خرچ کرتا ہے کہ یہ نصاب وجوب زکاۃ کے لیے شرط ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ سبب ہی موجود نہ ہو جس سے زکاۃ واجب ہوتی ہے تو اس کا یہ عمل صحیح نہیں ہے۔

شاطبیؒ نے اس بات کے حق میں قطعی دلائل پیش کیے ہیں کہ کسی ایسے حکم کو باطل کرنے کے مقصد سے جو سبب پر قائم ہوا ایسا کوئی کام کرنا جس سے اس کی یہ شرط پوری ہوتی ہو یا مفقود ہوتی ہو درست نہیں ہے اور یہی سعی باطل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو چیز حصول مصلحت یا دفع مفسدہ کے لیے کسی حکم کا سبب ہے مکلف کا یہ فعل اس کو عبث و بے فائدہ بنا دیتا ہے۔ اس کی نہ کوئی حکمت باقی رہتی ہے نہ منفعت۔ نیز یہ شارع کے مقصد کے منافی ہے اس حیثیت سے کہ جب کوئی چیز کسی حکم کا سبب بن گئی اور وہ سبب وجود میں آ گیا تو سبب کے وجود کا تقاضا یہ ہے کہ مسبب یعنی حکم بھی وجود میں آئے لیکن حکم کا وجود ایک شرط کے پورا ہونے پر موقوف ہے جس سے اس سبب کی تکمیل ہوتی ہے۔ اب یہ مکلف کسی ایک کام کا ارتکاب کرتا ہے یا اس کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ حکم وجود میں نہ آئے اور شارع نے اس حکم کے لیے جو سبب مقرر کیا ہے اس کا مقصد اس کی مخالفت کرنا ہے یعنی سبب ہی کو ختم کر دیتا ہے تا کہ حکم ہی وجود میں نہ آ سکے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ شارع کی مخالفت باطل ہے اس لیے یہ عمل بھی باطل ہے۔[۴]

چہارم: جس عقد کو حیلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس میں ارادے کا معدوم ہونا:

عقد کا رکن متعاقدین کی باہمی رضامندی ہے۔ ارادہ ایک باطنی چیز ہے جس کا علم نہیں ہو سکتا اس لیے شارع نے صیغہ (الفاظ) کو رضامندی کے قائم مقام بنایا ہے۔ تاہم اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ عقد کرنے والے کا مقصد اس صیغے (الفاظ) سے وہ نہیں تھا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے تو اس صورت میں عقد میں رضامندی کو معدوم سمجھا جائے گا۔ رضامندی کو اس عقد میں اس لیے معدوم سمجھا جائے گا کہ صیغہ (الفاظ) اسی وقت عقد کے نتائج مرتب ہونے کا سبب ہوتا ہے جب عقد کرنے والا اس سے کوئی معنی مراد نہ لے جو صیغہ کے حقیقی مقصد اور اس پر مرتب ہونے والے حکم کے منافی ہو۔

زکاۃ سے بچنے کے لیے ہبہ کرنے والے شخص کی اس عقد میں رضامندی شامل نہیں ہوتی جو اس نے ہبہ کی صورت میں دوسرے شخص کے ساتھ کیا ہے کیونکہ صیغے سے اس کی وہ مراد نہیں تھی جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے۔لفظ ہبہ کا مقصد یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا دوسرے شخص کو بطور احسان اور مہربانی کے اپنے مال کے کچھ حصے کا مالک بنا دیتا ہے۔جو شخص نصاب زکاۃ کو ہبہ کررہا ہے اس کا اس لفظ سے وہ مقصد نہیں ہے جس کو اس کے لیے وضع کیا گیا ہے بلکہ وہ تو زکاۃ ادا کرنے سے بچنا چاہتا ہے۔شریعت نے لفظ ہبہ کو زکاۃ ادا کرنے سے بچنے کے لیے نہیں وضع کیا۔اسی طرح لفظ نکاح اس عورت کو اپنے خاوند کے لیے حلال کرنے کے لیے بھی وضع نہیں کیا گیا جس کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں۔ہبہ کی صورت میں دائمی طور پر اس شخص کو مالک بنانا مقصود ہے جس کو مال دیا ہے تاکہ جو مال ایک وقت میں اس شخص کو دے دیا وہ ہمیشہ اس کے پاس رہے۔زکاۃ کا وقت گزرنے کے بعد اس سے واپس لینے کی نیت نہ ہو۔

یہ بات صحیح ہے کہ ہزل یعنی ہنسی مذاق میں بعض معاہدے (عقود) درست ہوتے ہیں لیکن ہزل کرنے والے اور حیلہ کرنے والے شخص کے درمیان فرق ہے۔ہزل کرنے والا جو لفظ یا صیغہ استعمال کرتا ہے اس سے مراد وہ معنی ہوتے ہیں جو اس کے مخالف یا منافی ہوں جن کے لیے اس لفظ کو شریعت نے وضع کیا ہے،وہ حکمی طور پر اس لفظ کے وہی معنی مراد لیتا ہے جن کے لیے شریعت نے اس کو وضع کیا ہے اگرچہ حقیقت میں اس لفظ سے وہ یہ معنی مراد نہیں لیتا،لیکن حیلہ کرنے والا شخص اس سے مختلف ہے۔وہ اس لفظ کے مخالف معنی مراد لیتا ہے اس لیے اس کے حق میں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ حکمی طور پر وہ اس لفظ سے وہی معنی مراد لیتا ہے جس کے لیے شریعت نے اس کو وضع کیا ہے۔

ہزل کرنے والا شخص ایک ایسے سبب کو استعمال کرتا ہے جس سے اس کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ اس سے کوئی نتائج مرتب ہوں،نتائج کا مرتب کرنا اس کا نہیں شارع کا کام ہے۔حیلہ کرنے والا شخص اول تو اس مقصد سے کسی سبب کو استعمال ہی نہیں کرتا یا استعمال بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ یہ سبب ہی نہیں ہے۔مثلاً ہزل کرنے والا نکاح کا لفظ یہ سمجھ کر استعمال کرتا ہے کہ یہ نکاح کا سبب ہی نہیں ہے لیکن حیلہ کرنے والے کا معاملہ یہ نہیں ہے۔وہ تو نکاح اس کے نتائج مرتب ہونے کے لیے کرتا ہے تاکہ نکاح سے وہ عورت اپنے سابق خاوند کے لیے حلال ہوجائے۔

پنجم: حیلہ اس لیے باطل ہے کہ یہ ایسی شرط پر مبنی ہوتا ہے جو تقاضائے عقد کے منافی ہوتی ہے۔

تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر فریقین کسی عقد میں ایسی شرط لگائیں جو عقد کے تقاضا کے منافی ہو یا شرعاً جائز نہ ہو تو ایسی شرط حرام ہے اور عقد باطل ہے۔ مالکی اور حنبلی فقہا کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ اگر عقد کے فریقین اس شرط پر متفق ہوں اور اس بات پر بھی متفق ہوں کہ اگر وہ اس شرط کو ظاہر کر دیں تو عقد باطل ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر ان کا یہ مقصد ظاہر ہو جائے اور شرعی طریقوں میں سے اس طریقے سے ثابت کرنے کی ان کی یہ نیت بھی معلوم ہو جائے تو اس عقد کے باطل ہونے کا حکم لگایا جائے گا جبکہ شافعی اور حنفی فقہا یہ کہتے ہیں کہ جب عقد کے انعقاد کے بعد ان کا اتفاق ظاہر ہو جائے تو عقد باطل نہیں ہوگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا اعتماد ظاہر پر ہے۔

ششم: شرعی نصوص کے تتبع سے حیلہ کی ممانعت

ایسی نصوص موجود ہیں جو مجموعی طور پر شریعت میں حیلے کو ناجائز بتاتی ہیں۔ ہم یہاں صرف چند نصوص پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ تمام نصوص کا احاطہ ممکن نہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں کچھ نصوص منافقین اور ریاکاروں کی مذمت اور برائی میں وارد ہوئی ہیں۔ (البقرۃ ۲: ۷، ۶۰، ۲۶۴) نفاق اور ریا سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی بات کہیں یا ایسا عمل کریں جس کا شارع کے نزدیک کوئی معین مقصد ہو اور ان کا مقصد اسی مقصد کے مخالف ہو۔ ایک منافق کلمہ شہادت پڑھتا ہے لیکن اس سے اس کا مقصد ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کا مقصد اپنی جان اور مال کی حفاظت ہوتا ہے۔ منافق کا عبادت سے مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور نہ آخرت میں ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، بلکہ اس سے اس کا مقصد مخلوق خدا کی رضامندی اور تعظیم ہوتا ہے یا اسی طرح دنیائے فانی کی لذتیں اور اس کا ختم ہونے والا سامان حاصل کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں ایک باغ والوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے یہ قسم کھائی کہ رات کے وقت وہ پھل توڑیں گے تاکہ غریبوں کو ان کے حق سے محروم کر دیں۔ ان کی شریعت میں یہ تھا کہ پھل توڑتے وقت جو فقرا اور مساکین وہاں موجود ہوں ان کا بھی ان پھلوں میں حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو اس کی سزا یہ دی کہ ان کا سب مال و جائیداد تباہ کر دیا اور آخرت کی سزا تو اس سے بھی

سخت ہوگی۔حیلہ سازی اورشارع کے مقصد کی مخالفت ان کے عمل میں بالکل ظاہر ہے۔اس لیے کہ فقرا کی عدم موجودگی میں پھل توڑنے میں ان کی کوئی ایسی مصلحت معین نہ تھی جو شارع کے نزدیک درست ہوتی۔ان کا مقصد فقرا کو ان کے حقوق سے محروم کرنا تھا۔(القلم ۶۸:۱۷-۳۳)

۳۔قرآن میں اصحاب سبت (ہفتے والوں) کا واقعہ مذکور ہے۔اللہ تعالی نے ان پر بروز ہفتہ شکار حرام کردیا تھا۔انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ بڑے بڑے حوض کھودے اوران کو نالیوں کے ذریعے سمندر سے ملادیا کہ ہفتے کے دن ان میں مچھلیاں آجائیں۔پھر وہ ان مچھلیوں کو ان حوضوں میں بند کردیتے۔اس کے بعد وہ ان مچھلیوں کو ان دنوں میں شکار کرلیتے جن میں ان کا شکار کی اجازت ہوتی۔اس پر ان کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ عذاب دیا گیا کہ ان کے چہرے مسخ کردیے گئے اوران کے لیے یہ بدترین سزا تھی۔(الاعراف ۷:۱۶۸-۱۶۲)ان کے اس فعل میں حیلہ سازی واضح ہے کیونکہ حوض بنانے سے ان کا کوئی شرعی مقصد نہ تھا' بلکہ اس حیلے سے ایک ممنوع فعل کا ارتکاب تھا۔

۴۔عورت کو طلاق دینے کے بعد اس نیت سے باربار رجوع کرنا کہ اس کو تکلیف واذیت پہنچے' قرآن مجید میں اس فعل کی ممانعت ہے۔(البقرۃ ۲:۲۳۱)دور جاہلیت میں شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیتا اور جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی تو پھر رجوع کرلیتا۔اسی طرح دوبارہ اس کو طلاق دیتا اور جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی پھر رجوع کرلیتا' پھر اس کو طلاق دے دیتا اور جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی تو پھر رجوع کرلیتا۔اسی طرح وہ باربار کرتا اور اس سے اس کا مقصد اس کو نقصان پہنچانا ہوتا۔اس کے فعل میں بھی حیلہ سازی ظاہر ہے۔رجوع کرنے کی اجازت تو اس لیے دی گئی ہے کہ دائمی طور پر وہ آپس میں دستور کے مطابق مل جل کر رہیں اور زوجین کے درمیان محبت لوٹ آئے لیکن رجعت سے اس کا یہ مقصد نہیں بلکہ اس کو تکلیف پہنچانا ہوتا تھا۔اس لیے اس کا مقصود شارع کے مقصد کے مخالف ہوا۔اس کا یہ فعل اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نہ تھا جس کے حصول کے لیے رجعت کا حکم دیا گیا ہے۔شریعت میں رجعت کی ایک مصلحت ہے' اس حیلہ کرنے والے شخص کا مقصد اس مصلحت کے مخالف تھا۔

۵۔قرآن مجید میں وصیت کرنے کے بارے میں یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ وصیت کا مقصد دوسرے ورثا کو ضرر پہنچانا نہ ہو(النساء ۴:۱۲)وہ اس طرح کہ کوئی شخص تہائی مال سے زیادہ وصیت کردے تاکہ دوسرا وارث محروم رہے۔وصیت کا حق ایک خاص مصلحت کے لیے دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان سے دنیا میں جو نیک کام رہ گئے ہوں ان کا تدارک ہوجائے۔یہ اس طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ

مال میں اس شخص کے حق میں وصیت کردی جائے جو وارث نہ ہو۔اگر وصیت کا مقصد اس کے علاوہ ہوتو شارع نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ یہ وارثوں کو نقصان پہنچانا ہے۔اس مثال اور سابق مثالوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ شارع نے نقصان پہنچانے کے قصد کا ایک قرینہ مقرر کیا ہے جو اس کے عکس کا اثبات قبول نہیں کرتا۔وہ قرینہ یہ ہے کہ یہ وصیت تہائی مال سے زیادہ نہ ہو یا کسی وارث کے حق میں نہ ہو۔نص شرعی کے لحاظ سے یہ نقصان پہنچانا ہے' چاہے وصیت کرنے والے کی نیت کسی کو نقصان پہنچانے کی نہ ہو' یہ نقصان کا باعث ہے۔

حیلہ کی ممانعت سے متعلق احادیث:

ا۔حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ سے بچنے کے لیے متفرق جانوروں کو اکٹھا کرنے اور اکٹھے جانوروں کو الگ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ اصولی طور پر اگر وہ شخص جو جانوروں میں شریک ہوں اکٹھے جانوروں کو الگ الگ کرنا چاہیں اور متفرق جانوروں کو اکٹھے کرنا چاہیں تو یہ کر سکتے ہیں' شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں۔یہ کام ممنوع اور باطل اس وقت قرار پاتا ہے جب اس سے مقصود زکاۃ سے بچنا ہو یا زکاۃ سے رقم کم کرنا کیونکہ جو چیز شارع کے مقصد کے خلاف ہو وہ حرام اور باطل ہے اس کا کوئی اثر نہیں۔

۲۔حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان یہودیوں کے افعال کی نقل سے بچیں۔انہوں نے اللہ کی طرف سے حرام کیے ہوئے کاموں کو معمولی حیلوں سے اپنے لیے حلال کر لیا تھا۔اللہ تعالی نے ان پر چربی حرام کی تھی' اس کو وہ زیب و زینت کے کاموں میں استعمال کرتے تھے اس کو فروخت کرتے اور اس کی قیمت سے حاصل شدہ رقم کو اپنے کام میں لاتے۔اللہ تعالی نے یہودیوں کے اس فعل کے سبب پر لعنت فرمائی۔اس کا سبب یہ تھا کہ چربی کی ممانعت کا مقصد اس کے ہر قسم کے نفع سے بچنا تھا' یعنی ان کے لیے چربی کا کسی قسم کا استعمال اور اس سے نفع حاصل کرنا ناجائز تھا۔چربی سے نفع اٹھانے میں اس کی قیمت بھی شامل تھی' اس مقصد سے انہوں نے غفلت برتی اور ظاہر نص کا اعتبار کیا۔یعنی وہ اس کو اپنے کھانے میں استعمال نہیں کرتے تھے۔شارع نے جب ایک خصوصی مصلحت کے لیے چربی کی ممانعت نہیں کی تھی تو انہیں چربی کے ہر قسم کے منافع سے پرہیز کرنا چاہیے تھا لیکن ان کا مقصد تو مال کا حصول تھا جو ان کا مقدس معبود ہے۔چربی کو ترک کر کے اور اس سے استفادہ نہ کر کے ان کے دل

کیسے خوش ہوتے؟☆

۳۔حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل کام کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے: تین طلاق کے بعد حلالہ کے ذریعے دوسرے کی مطلقہ بیوی کو اس کے لیے حلال کرنے والے پر، رشوت دینے اور رشوت دینے لینے والے پر، قرض دینے والے شخص کو ہدیہ دینے پر، حکام کے خیانت کرنے اور اپنے عہدوں سے ناجائز فائدے اٹھانے پر، کوئی چیز فروخت کرکے اس سے ادھار لینے پر۔☆ان تمام کاموں میں شارع کے مقصد کی مخالفت واضح ہے۔حلالہ کرنے والے کا مقصد کسی شوہر کی مطلقہ بیوی کو اس کے لیے حلال کرنا ہے۔یہ شارع کے مقصد کے موافق نہیں کیونکہ نکاح کا مقصد زوجین کے درمیان دائمی رشتہ داری اور ہمیشہ ساتھ رہنا ہے۔رشوت دینے اور لینے میں حاکم یا امیر کے خیانت کرنے میں اور قرض دینے والے کو ہدیہ دینے میں سے ہر ایک مقصد شرعی وجائز طریقے سے مال دینا نہیں ہوتا' کیونکہ ہدیہ وصدقہ کا مقصد کسی کی دل جوئی کرنا ہے یا محتاج وضرورت مند کی حاجت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پورا کرنا ہوتا ہے۔رشوت لینے والے کا مقصد رشوت دینے والے کی ذمہ داری کو فاسد کرنا اور اس کو بلا استحقاق حق دلانا ہوتا ہے۔حکام کی خیانت میں بھی یہی مقصد کارفرما ہوتا ہے جو قرض لینے والا اپنے قرض دینے والے کو ہدیہ دیتا ہے۔اس کا مقصد اس کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس نے جو قرض لیا ہے اس پر وہ اس کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے۔

حیلہ کا حکم:

غیر شرعی حیلہ اور حیلہ کرنے والے کے ناجائز فعل کے بارے میں شاطبی لکھتے ہیں: جو معاملہ مذکورہ بالا مقصد کے حصول کے لیے کیا جائے وہ غیر شرعی ہے۔اگر ظاہری وباطنی طور پر یہ کام شریعت کے موافق ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔اگر ظاہر میں شرعی احکام کے موافق ہو اور مصلحت کے مخالف ہو تو وہ فعل شرعاً صحیح نہیں ہے' اس لیے اس کی اجازت نہ ہوگی۔جس فعل کو حیلہ بنایا گیا ہے وہ باطن میں اللہ تعالی اور حیلہ کرنے والے کے درمیان غیر شرعی ہے' اس لیے جائز نہیں ہے اور دنیا کے احکام میں بھی اس پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔یہ اس وقت ہے جب ایسے دلائل موجود ہوں جو حیلہ کرنے والے کے ناجائز مقصد اور غیر شرعی محرک کو بتلائیں۔

☆بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا ☆

اس بنا پر سال پورا ہونے سے پہلے زکاۃ سے بچنے کے لیے اپنے مال کا ہبہ کرنے والے کا ہبہ حرام ہے۔ اگر خود اس کے اقرار یا قرائن سے یہ ثابت ہو تو باطل ہے' کیونکہ اس نے اپنا یہ نصاب اس فرض سے بچنے کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اسی طرح بیوی کو حلال کرنے کی نیت سے نکاح کرنا اس دوسرے نکاح کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حرام ہے۔ اگر اس کا یہ مقصد ثابت ہو جائے اور اس کی یہ نیت ظاہر ہو جائے تو یہ نکاح باطل ہے۔

یہ اختلاف مادی اور ذاتی نظریہ رکھنے والوں کے درمیان ہے۔ مالکی اور حنبلی فقہا اس فعل کو باطل سمجھتے ہیں جس کے متعلق ایسے دلائل موجود ہوں کہ اس نے یہ فعل کسی ناجائز مقصد اور غیر شرعی نیت سے کیا تھا۔ شافعی اور حنفی فقہا اس فریق کے ساتھ اس بات پر تو متفق ہیں کہ ایسا قصد یا ایسی نیت جو حقوق باطل کرنے کے لیے ہو یا فرائض ساقط کرنے کے لیے ہو وہ حرام ہے۔ ان کے نزدیک وہ عقد یا تصرف باطل نہیں ہے' بلکہ اس کا اثر مرتب ہوگا اور شرعی وظاہری طور پر اس کو صحیح سمجھا جائے گا' چاہے فاعل کا یہ ناجائز قصد اور حرام نیت ثابت بھی ہو جائے' جب تک کہ عقد کرنے والا اس قصد یا نیت کو خود عقد میں ظاہر نہ کرے' اس حیثیت سے کہ یہ نیت اس کے صلب تصرف میں داخل ہو اور اس عقد یا تصرف سے اس کو تعبیر کرتا ہو۔۵؎

حیلے کو جائز سمجھنے والوں کے دلائل

ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی کو اپنے پاس روکنے کے لیے ایک حیلہ سکھایا تھا۔ ارشاد باری ہے: {**کذلک کدنالیوسف ما کان لیاخذاخاہ فی دین الملک الاان یشاء اللہ**} (یوسف ۱۲:۷۶) (اسی لیے ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی ورنہ یوسف اپنے بھائیوں کو بادشاہ مصر کے قانون میں سے ہرگز حاصل نہ کرسکتا)۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی قسم پوری کرنے کا حیلہ سکھایا تھا' جس سے قسم بھی پوری ہو جائے اور کوئی نقصان نہ پہنچے۔ انہوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو سو ضربیں لگائیں گے لیکن بعد میں ان پر یہ گراں گزرا کہ جس بیوی نے ان کے ساتھ زندگی میں اتنے احسان کیے ہوں اور خلوص سے ان کی خدمت کی ہو اس کو ماریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ترکیب سکھائی کہ سو تنکوں کا ایک مٹھا بنا کر ایک ہی دفعہ مار دیں۔

☆ بیع فاسد: جو بیع اصل کے اعتبار سے جائز ہو لیکن وصف کے اعتبار سے جائز نہ ہو☆

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اس کو اس طرح فرمایا:{وخذبیدک ضغثافاضرب به ولاتحنث}(ص ۳۸:۴۴)(اے ایوب تو سوتنکوں کاایک مٹھالے لے اوراس سے اپنی بیوی کومارلے اوراپنی قسم نہ توڑ)۔امام ابوحنیفہؒ امام زفرؒاورامام شافعیؒ کاقول ہے کہ جوشخص ایساکرے گااس کی قسم پوری ہوجائے گی۔

۳۔حدیث میں مذکوربعض واقعات سے بھی اس کی تائیدہوتی ہے۔ایک روایت میں ہے کہ قبیلہ بنوساعدہ کی ایک لونڈی زناسے حاملہ ہوگئی۔اس سے پوچھا گیاکہ یہ کس کاحمل ہے۔اس نے کہاکہ یہ فلاں شخص کاہے جواپاہج ہے۔اس سے بھی پوچھا گیاتواس نے کہاکہ یہ سچ کہتی ہے۔یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیاگیا۔آپ نے فرمایاکہ سوشاخوں کاایک مٹھابناؤاورایک دفعہ اس کومارو۔چنانچہ لوگوں نے ایساہی کیا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے زناکیااوروہ اتنابیمارتھاکہ مرنے کےقریب ہوگیا۔نبی کریم ﷺ کواس کے فعل کی خبردی گئی۔آپ نے فرمایاکہ ایک ایسی شاخ لوجس میں سوڈالیاں ہوں اوراس سے اس کوایک بارمارو۔چنانچہ اس کواسی طرح ماراگیا۔بعض روایتوں میں ہے کہ وہ شخص اتنابوڑھاتھاکہ اس کے جسم کی رگیں ابھررہی تھیں۔

۴۔حیلے تنگی سے نکلنے کاراستہ ہیں۔

اللہ تعالی کاارشادہے:{ومن یتق الله یجعل له مخرجا}(الطلاق ۶۵:۲)(جواللہ تعالی سے ڈرتاہے اس کے لیے وہ چھٹکارے کی صورت بناہی دیتاہے)۔اکثرمفسرین نے اس کامطلب یہ لکھاہے کہ یہ لوگوں کوتنگی سے نکلنے کاراستہ دکھاتاہے۔

۵۔شرعی عقودبھی ایک طرح کے حیلے ہیں۔انسان ان کے ذریعے ان کے اغراض ومقاصدکوحاصل کرتاہے۔مثلاعقدبیع انتقال ملکیت کاایک حیلہ ہے۔شادی عورت سے تمتع (نفع اٹھانے) کاایک حیلہ ہے۔اگرمقروض دیوالیہ ہوجائے تورہن اس سے قرض وصول کرنے کاایک حیلہ ہے اوراسی طرح دوسرے عقودہیں۔پھریہ کیسے کہاجاسکتاہے کہ حیلوں کی ممانعت ہے۔

منکرین حیلہ کی طرف سے ان دلائل کارد

۱۔حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فعل سے شریعت کاکوئی حکم باطل نہیں ہوتااورنہ کوئی حرام کام حلال ہوتاہے۔یوسف علیہ السلام کامقصداپنے بھائی کواپنے پاس روکناتھاتاکہ وہ اپنے والدین

اوراپنے بھائی کواپنے پاس بلاسکیں۔ان کا یہ فعل سب کے لیے ہی مفیداور شرعاجائز تھا۔

۲۔حضرت یوسف علیہ السلام کاحکم ان کے ساتھ مخصوص تھا'اس کوعمومی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔امام مالکؒ کابھی یہی قول ہے۔اس کی تائیدقرآن مجیدکی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔{اناوجدناہ صابرانعم العبدانہ اواب }(ص ۳۸:۴۴)(بے شک ہم نے ایوب کوبہت صبر کرنے والاپایا'وہ بہت اچھابندہ تھا'وہ خداکی جناب میں بہت رجوع کرنے والاتھا)۔یہ بات عقل کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے ایسے بندے کے ساتھ جوانتہائی صابراوررجوع کرنے والاہوآسانی فرمائیں اوراس کی بیوی کے ساتھ نرمی کامعاملہ کریں اوراس کی سزاہلکی کردیں۔

تاہم یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ حکم دوسرے مذاہب کاہے۔اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اسلام میں سابقہ شریعتوں کے احکام پرعمل کرناچاہیے یانہیں۔حضرت ایوب علیہ السلام کی شریعت میں قسم کاکفارہ نہیں تھا'یہ نہیں کہاجاسکتاکہ انہوں نے اس سےفرارکے لیے یہ حیلہ اختیارکیاتھا۔اللہ تعالی نے ان کے ساتھ تخفیف ورحمت کامعاملہ کیااوراس کی انہیں تعلیم دی وہ ایساہی تھاجیسے اسلام میں قسم توڑنے پرکفارے کاحکم فرمایاہے۔ہرشریعت میں لوگوں کے مختلف احوال اورطاقت کے مطابق احکام دیے گئے ہیں۔

۳۔حدیث میں اس قسم کے جوواقعات ملتے ہیں ان کامقصدبھی شرعی احکام سے راہ فراراختیارکرنے کے لیے حیلہ سازی کوجائزکرنانہیں ہے بلکہ احکام کی تعمیل کی ترغیب ہے اورانسان کی ایسے مواقع میں رہنمائی کرناہے جہاں وہ سخت تنگی ومشقت میں پھنس جائے۔یہ واقعہ ایک اپاہج شخص سے متعلق ہے جومرنے کے قریب تھا'اتنابوڑھاتھاکہ اس کے جسم کی رگیں نظرآرہی تھیں۔یعنی وہ حدکوبرداشت نہیں کرسکتاتھا'اس کے علاوہ بھی شریعت میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپناسارامال صدقہ کرنے کی نذرمانے'وہ ایک تہائی مال صدقہ کرسکتاہے'اس سے اس کی نذرپوری ہوجائے گی۔اس طرح جوشخص اپنے تمام مال کی وصیت کرے تویہ وصیت صرف ایک تہائی مال میں نافذہوگی کیونکہ اس میں ورثاکی مصلحت کابھی لحاظ رکھاگیاہے۔حضرت ابن عباسؓ نے یہ فتوی دیاتھاکہ جوشخص اپنے بیٹے کوذبح کرنے کی نذرمانے وہ اس کی جگہ بکراذبح کرسکتاہے۔مریض اوربوڑھوں کوروزہ چھوڑنے اورفدیہ کی رخصت دی گئی ہے۔

☆بیع صرف:چاندی یاسونے کی بیع چاندی یاسونے کے بدلے میں☆

۴۔حیلہ کے قائلین کی یہ دلیل کہ حیلہ کا مقصد لوگوں کو تنگی ومشقت سے نکالنا ہے۔ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اس سے ان کی مراد کیا ہے؟ کیا وہ لوگوں کو شریعت کے احکام کی مشقت سے نکالنا چاہتے ہیں؟ تو یہ سراسر فساد ہے اور شریعت کو منہدم کرنے کے مترادف ہے یا وہ اس مشقت سے نکالنا چاہتے ہیں جو تعمیل احکام میں مشقت سے زیادہ ہو؟ شارع نے خود ہی بیماری' جہالت' سفر' نقصان' بھول چوک' اکراہ اور عموم بلوی کی صورتوں میں رخصت کے احکام دیے ہیں۔اس سلسلے میں قواعد کلیہ میں دو مشہور قاعدے ملاحظہ ہوں۔الحرج مرفوع (تنگی ومشقت دور کرنا ضروری ہے) اور المشقۃ تجلب التیسیر (مشقت معاملے کو آسان بنانے کی متقاضی ہوتی ہے)۔

۵۔ان کا یہ کہنا کہ شرعی عقود بھی حیلے ہیں جن کے ذریعے انسان ان کے مقاصد تک پہنچتا ہے۔ان کی یہ دلیل نا قابل قبول ہے۔ شرعی عقود تو حصول منفعت اور دفع ضرر کا ذریعہ ہیں۔ہم بھی ایسے حیلے کے جواز کے قائل ہیں جو شرعی منفعت کے حصول کا ذریعہ ہو۔ہم ایسے حیلوں کے باطل ہونے کے قائل ہیں جن سے حرام فعل حلال ہوتے ہوں اور شرعی احکام باطل ہوتے ہوں۔۶

خلاصہ کلام

شارع نے کچھ شرعی اسباب خاص مقاصد کے لیے مقرر کیے ہیں تا کہ جب ان کو استعمال کیا جائے تو ان سے وہی مقاصد حاصل ہوں جن کے لیے ان کو بنایا گیا ہے۔جیسے عقد بیع کا مقصد انتقال ملکیت اور خریدی ہوئی چیز سے نفع اٹھانا ہے۔عقد نکاح کا مقصد ان منافع کا حصول ہے جو بیوی سے وابستہ ہیں۔یہ مقاصد حیلے کے دائرے سے خارج ہیں۔

بعض معاملات شرعاً اپنی ذات کے اعتبار سے حلال ہیں' اگر ان کو ان مقاصد کے حصول کے لیے جن کے لیے ان کو بنایا گیا ہے یا کسی دوسرے جائز وحلال مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کام میں لایا جائے تو وہ بھی جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے۔جیسے تکلیف دور کرنا' ظلم کو دفع کرنا وغیرہ۔معاملات کی یہ قسم مباح ہے بلکہ قابل تعریف ہے۔اس کے علم کو عقل وذہانت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے ناواقفیت کو کم عقلی وکمزوری سمجھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لایستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا} (النساء ۴:۹۸) (ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے واقعی ایسے بے بس ہوں کہ نہ تو وہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ وہ راستے سے واقف ہوں)۔

☆ بیع تعاطی: بیع (ایجاب قبول کیے بغیر قیمت دے کر مبیع لے لینا) ☆

ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے معذوری (عجز) اور سستی (کسل) میں واقع ہونے سے پناہ مانگتا ہے' عجز یعنی معذوری کا مطلب یہ ہے کہ ایسے طریقوں اور وسائل پر وہ قادر نہ ہو جن کو شریعت نے جائز کہا ہے اور کسل یعنی سستی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کا ارادہ کرنے کے بعد اس کو پورا نہ کر سکے۔ جنگ خندق میں کافروں کو شکست دینے کے لیے حضرت نعیمؓ نے ایسا ہی حیلہ اختیار کیا تھا۔اس کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ ہوں۔امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اس کا پڑوسی اس کو تکلیف پہنچاتا ہے۔آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اپنا سامان سڑک پر پھینک دے۔لوگ اس سے سامان پھینکنے کی وجہ پوچھتے تو وہ ان سے یہ کہتا کہ وہ اپنے پڑوسی سے تنگ آ گیا ہے' وہ اس کو بہت اذیت دیتا ہے۔یہ سن کر وہ پڑوسی کو برا بھلا کہتے اور اس پر لعنت بھیجتے۔اس کے بعد وہ پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اپنا سامان گھر واپس رکھ دو۔اللہ کی قسم میں اس کے بعد کبھی تمہیں تکلیف نہیں دوں گا۔

اسی طرح ایک واقعہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ایک صاحب امام صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فجر سے پہلے آپ مجھے کوئی ترکیب بتا دیجیے ورنہ میری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔آپ نے دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہے۔اس نے کہا کہ میری بیوی نے رات کو مجھ سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا تھا۔میں نے اس سے کہا کہ اگر فجر طلوع ہو گئی اور تو نے مجھ سے بات نہ کی تو تجھے تین طلاقیں ہیں' میں نے اپنا پورا زور لگا ڈالا اور سارے حیلے استعمال کر لیے کہ وہ کسی طرح مجھ سے بات کرے لیکن وہ بات نہیں کرتی۔امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: جاؤ اور مؤذن سے کہو کہ وہ فجر سے پہلے اذان دے دے۔جب وہ اذان سنے گی تو شاید تم سے بات کرے۔اس طرح وہ فجر سے پہلے تم سے بات کر لے تو طلاق نہیں ہوگی۔تم اس کے پاس جاؤ اور اذان سے پہلے بات کرنے کے لیے اس کو قسم دلاؤ۔چنانچہ وہ صاحب گئے اس کو قسمیں دلانے لگے اور مؤذن نے اذان دے دی۔اس نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی اور میری تجھ سے گلوخلاصی ہو گئی۔اس نے کہا کہ نہیں' تو نے مجھ سے فجر سے پہلے کی بات کی ہے اور میں اپنی قسم سے نکل گیا۔۷؎

ایسے معاملات جو اپنی ذات میں جائز ہوں' لیکن ان کو کوئی ناجائز وحرام مقصد حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔درحقیقت حیلے کی یہی قسم اختلافی ہے اس کی حرمت پر راجح دلائل موجود ہیں۔ان کا ہم تفصیل سے اوپر ذکر کر چکے ہیں۔جیسے زکاۃ سے بچنے کے لیے سال ختم ہونے سے پہلے ہی مال

۷۔ بیع ضربۃ القانص: شکاری کا ایک یا دو مرتبہ جال پھینکنے کو فروخت کرنا۔(ھدایہ)

ہبہ کر دینا' نقد کم قیمت پر بیچنا اور ادھار زیادہ قیمت پر بیچنا یا کوئی چیز فروخت کر کے اس کو ادھار لے لینا' یہ سب ربا کی شکلیں ہیں۔کسی عورت کو جسے تین طلاقیں ہو چکی ہوں اس کے خاوند کے لیے حلال بنانے کی غرض سے نکاح کرنا۔۸؎

ایسے معاملات جو اپنی ذات میں حرام ہوں اور ان کو حرام مقصد کے لیے استعمال کیا جائے۔اس حیلہ کے حرام ہونے میں کوئی شبہہ اور کوئی اختلاف نہیں ہے۔مثلاً کوئی عورت اپنے خاوند سے گلوخلاصی کے لیے نکاح فسخ کرانے کی غرض سے مرتد ہو جائے یا اس کے بیٹے سے زنا کرے یا اس سے بات کرنے سے انکار کر دے کہ اس کے ولی نے اسے شادی کی اجازت دی تھی یا ولی گواہوں کو فاسق کہہ کر نکاح کی صحت سے انکار کرے یا کوئی خاوند اپنی بیوی کو میراث سے محروم کرنے کے لیے اپنی بیماری کے دوران یہ اقرار کرے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔

ایسے حرام معاملات جن کا مقصد حق وصول کرنا ہو۔جیسے اگر کوئی قرض لینے والا قرض کا انکار کرے تو اس سے قرض وصول کرنے کے لیے جھوٹے گواہ بنانا' یا کوئی شخص طلاق دے چکا ہو لیکن وہ اس سے انکار کرتا ہو اس پر جھوٹے گواہ بنانا یا کوئی نافرمان بیوی نفقہ لے چکی ہو اور وہ دعوی کرے کہ اس نے نفقہ نہیں لیا اس پر جھوٹی گواہی دلوانا' کسی شخص کا انتقال ہو چکا ہو اور گواہوں کو اس کا علم نہ ہو لیکن ان کو اس واقعہ کی حقیقت سمجھا کر ان سے گواہی دلوانا۔کسی شخص کی امانت دوسرے کے پاس ہو اور اس کا قرض اس پر ہو اور وہ قرض کا انکار کرتا ہو تو وہ شخص امانت سے اس لیے انکار کرے تا کہ مقروض قرض کا اقرار کر لے۔

اس قسم کے حیلے ان لوگوں کے نزدیک جائز ہیں جو مسئلہ ظفر کی اجازت دیتے ہیں۔ظفر کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا حق دوسرے پر ہو' لیکن وہ اپنی کمزوری کے سبب اس سے وصول نہ کر سکتا ہو' لیکن اتفاق سے اس شخص کا مال اس کے ہاتھ آ جائے تو وہ اس میں سے اپنے حق کے بقدر اس کی اجازت کے بغیر مال لے سکتا ہے۔اس مسئلے میں اختلاف ہے۔فقہا میں سے ایک فریق اس کی اجازت دیتا ہے' دوسرا نہیں۔بہر حال اس حرام وسیلے کو استعمال کرنے والا گناہ گار ہوگا' اگرچہ اس کا مقصد درست ہو۔اسی قسم کے مسائل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **ادالامانة الی من ائتمنک' ولاتخن من خانک** (جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کو امانت واپس کر دو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت مت کرو)۔۹؎

☆ثمن: وہ مقدار جس پر عاقدین رضامند ہو جائیں خواہ وہ قیمت سے زائد ہو یا کم☆

حواشی

۱۔شاطبی'الموفقات ۴:۲۰۱
۲۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:اعلام الموقعین ۲: ۳۴
۳۔شاطبی'الموافقات ۲:۲۲۱
۴۔ایضا
۵۔ایضا۲:۲۷۸
۶۔الموافقات ۲:۳۳۰۔۳۸۵
۷۔حسین حامد حسان'اصول الفقہ'ص۴۰۹۔۴۱۶
۸۔علی حسب اللہ'اصول التشریع الاسلامی'قاہرہ'۱۹۶۴ء'ص۲۸۶۔۲۹۰
۹۔ابن قیم نے اس قسم کے جائزومباح حیلوں کی سو سے زیادہ مثالیں نقل کی ہیں۔ملاحظہ ہو:اعلام الموقعین ۳: ۲۵۴۔۳۷۶

ابن المبارک یقول

★لقدزان البلادومن علیہا... امام المسلمین ابوحنیفۃ★
★بآثاروفقہ فی حدیث... کآثارالزبورعلی الصحیفۃ★
★فمافی المشرقین لہ نظیر... ولابالمغربین ولابالکوفۃ★
★رایت العائبین لہ سفاہا... خلاف الحق مع حجج ضعیفۃ★